REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم شنبہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ — فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

جلد ۴۹/۱۴ — ۲۴ تبوک ۱۳۳۹ ہش — ۲۴ ستمبر ۱۹۶۰ء — نمبر ۲۲۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

—— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ ——

ربوہ ۲۳ ستمبر بوقت ۹ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ شام کو کچھ بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

"خیر سگالی اور تعاون کے جذبے سے متعدد مسائل حل کئے جا سکتے ہیں"

"ہمیں سیاسی نظام کے اختلاف کے باوجود مل کر چلنا چاہیئے" ـ استقبالیہ دعوت میں پنڈت نہرو کی تقریر

لاہور ۲۳ ستمبر۔ ہندوستان کے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کل شام صوبائی دارالحکومت میں امید ظاہر کی کہ جس طرح پاکستان اور بھارت کے درمیان دریاؤں کے پانی کے تنازعہ کا تصفیہ ہوا ہے۔ اسی طرح اگر فریقین صاف دلی اور نیک نیتی سے کوشش کریں تو دوسرے پیچیدہ متنازعہ فیہ مسائل کا بھی حل ہو جائے گا۔ آپ نے کہا کہ میں دریاؤں کے پانی کے تنازعہ سے متعلق معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے خاص طور پر پاکستان آیا ہوں۔ پانی کا یہ تنازعہ فی الحقیقت بہت پیچیدہ تھا۔ مگر ہم نے اسے خوش اسلوبی سے حل کر لیا۔ تاہم ابھی اور بھی حل طلب مسائل موجود ہیں۔ ہمیں مل کر انہیں حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے دل و دماغ صاف ہوں اور ہم ایک دوسرے کے فائدہ اور نقصان میں شریک ہونے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ صرف اسی طرح ملکوں کے درمیان تنازعات کے فیصلے مضبوط بنیادوں پر ہوتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے کل شام شالامار باغ میں لاہور کے شہریوں کی طرف سے دی گئی ایک استقبالیہ دعوت میں سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے بین الاقوامی حالات کی تیز رفتاری کے پیش نظر پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کو دوستانہ بنیاد پر مزید استوار کرنے کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ دنیا کے حالات اس قدر خراب ہو رہے ہیں کہ اب امن اور لڑائی کے درمیان کوئی تیسرا راستہ نہیں رہا۔ اس لئے ہم دونوں ہمسایہ ملکوں کا فرض ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے مسائل کو نظر انداز کر کے امن عالم قائم رکھنے کی متحدہ کوشش کریں۔ آپ نے اپنی تقریر میں تنازعہ کشمیر کے حل کا ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ مسٹر نہرو نے اپنے مخصوص ناصحانہ انداز میں دنیا کے تغیر پذیر حالات کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ میں نے اپنی عمر کے گذشتہ پچاس سال میں دنیا کو بہت بدلتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیکن تغیر کی جو رفتار آج ہے وہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ آپ نے الف لیلیٰ پڑھی ہوگی۔ اس میں بہت حیرت انگیز باتیں لکھی ہیں لیکن آج دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ الف لیلیٰ کی کہانیوں سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی چاند پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے اور کوئی ایٹمی قوت سے عجیب و غریب کام لے رہا ہے دنیا میں سائنسی اور ٹیکنیکل ترقی کا عمل

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

پنڈت نہرو کی طرف سے صدر ایوب کو بھارت کے دورے کی باضابطہ دعوت

لاہور ۲۳ ستمبر۔ بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو نے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کو بھارت کا دورہ کرنے کی باضابطہ طور پر دعوت دے دی ہے۔ اس کا انکشاف بھارت کے تعلقات دولت مشترکہ کے سکرٹری مسٹر ایم۔ جے ڈیسائی نے کل یہاں شالامار باغ میں کیا۔ جہاں لاہور کے شہریوں کی جانب سے پنڈت نہرو کو سپاسنامہ پیش کیا گیا تھا۔ مسٹر ڈیسائی کی توجہ شالامار باغ میں پنڈت نہرو کی تقریر کے اس حصہ کی طرف مبذول کرائی گئی تھی۔ جس میں انہوں نے توقع ظاہر کی تھی۔ کہ صدر ایوب خاں بھارت کا دورہ کر کے دونوں ملکوں کے تصفیہ طلب مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش جاری رکھیں گے۔ مسٹر ڈیسائی سے پوچھا گیا اس کا مطلب کیا یہ ہے کہ بھارتی وزیراعظم نے اپنے میزبان کو دورے کی باضابطہ دعوت دے دی ہے۔ مسٹر ڈیسائی نے جواب دیا۔ جی ہاں یقیناً پنڈت جی نے صدر ایوب خاں سے بھارت کا دورہ کرنے کی درخواست کی ہے تاہم انہوں نے کہا کہ اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی مگر امید ہے کہ وہ دورہ جلدی کریں گے۔

بھارت سوئی گیس خریدیگا

نئی دہلی ۲۳ ستمبر۔ ٹائمز آف انڈیا کے نمائندے نے مری سے اطلاع دی ہے کہ بھارت نے ۴۶ ہم پاکستان سے سوئی گیس خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب صرف چھوٹی چھوٹی تفصیلات مثلاً پائپ لائن سے متعلق امور کا فیصلہ باقی ہے۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی علالت

ربوہ ۲۳ ستمبر۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (بیگم میاں عبدالرحیم احمد صاحب) بیمار ہیں۔ بخار بہت تیز ہے اور سینہ میں درد اور شدید کھانسی کی شکایت ہے۔ جس کی وجہ سے بہت بے چینی ہے۔ رات بھر نیند بھی نہیں آئی۔

بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادی صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرما دے آمین ثم آمین۔

اُمِّ مظفر احمد ہسپتال سے عزیز مظفر احمد کے مکان میں آگئیں

طبیعت ابھی تک کافی کمزور ہے اور بے چینی بھی رہتی ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی لاہور

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کل بروز پیر بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۰ء صبح ساڑھے دس بجے کے قریب ام مظفر احمد چالیس دن ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد ہسپتال سے فارغ ہو کر عزیز مظفر احمد کے مکان میں آگئیں۔ چونکہ ہڈی کا زخم ابھی تازہ اور کچا تھا۔ اس لئے ایمبولنس کار میں لٹا کر انہیں آہستہ آہستہ عزیز مظفر احمد کے مکان میں لایا گیا اور سٹریچر کے ذریعہ اتار کر بستر پر پہنچایا گیا۔ کوفت تو بے شک ہوئی مگر الحمد للہ کہ خیریت کے ساتھ پہنچ گئیں۔

میں اس وقت پھر ایک دفعہ اپنے تمام مخلص دوستوں اور جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ام مظفر احمد کی تشویشناک بیماری میں دردمندانہ دعائیں کیں۔ اور مومنانہ اخوت کا زبردست ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین اجر سے نوازے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور سب سے بڑھ کر میرا دل اپنے آسمانی آقا کے شکر سے معمور ہے۔ جس نے ہماری دعاؤں کو سنا اور اپنی بے اندازہ رحمت سے نوازا۔

چونکہ ام مظفر احمد کی طبیعت ابھی تک کافی کمزور ہے اور بے چینی بھی رہتی ہے۔ اور بیمار ٹانگ تا حال حرکت کرنے کے قابل نہیں ہوئی اور نہ ہی femur بھی ابھی تک پوری طرح اپنی جگہ پر نہیں جما۔ اس لئے احباب جماعت کامل صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ عنداللہ ماجور ہوں۔ خاکسار مرزا بشیر احمد لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۶۰ء

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۰ء

توہمات

اسلام کا دنیا پر جو ایک بڑا احسان ہے وہ یہ ہے کہ اس نے انسانی توہمات کے بندھنوں کو توڑ پھوڑ دیا ہے۔ اسلام سے پہلے انسان نے مذہب تک کو توہمات کا ایک لبادہ بنا رکھا تھا زندگی کا کوئی کام ایسا نہیں رہا تھا۔ جس میں توہمات اپنا کام نہ کر رہے ہوں۔ بات بات پر شگون لیا جاتا تھا۔ پیدائش سے لے کر موت تک انسان توہمات کے ایک غیر مختتم سلسلہ میں جکڑا ہوا تھا۔ چھینک مارنا کسی جانور یا کسی اور چیز کا سامنے آ جانا جانوروں کی آواز یہاں تک کہ آٹا گوندھتے ہوئے کچھ آٹا اڑ جانے۔ الغرض کوئی بات ایسی نہ ہوتی تھی۔ جس سے اچھا یا برا شگون نہیں لیا جاتا تھا۔ اس طرح ہفتہ کے دنوں کو اچھی یا بری خاصیتیں دے دی گئی تھیں۔

بات یہ ہے کہ بت پرستوں نے ہفتے کے دنوں کے نام اپنے دیوتاؤں کے نام پر رکھے ہیں۔ رومن۔ ہندو۔ اور انگریزی جنتریوں میں جو دن ہیں بلکہ جو مہینے ہیں تمام کے تمام دیوتاؤں کے نام پر ہیں۔ اس لئے دنوں اور مہینوں کو بھی وہی خاصیتیں دے دی گئی تھیں۔ جو ان مخصوص دیوتاؤں کی خاصیتیں وہ مانتے تھے۔ مثلاً ہندوؤں نے ہفتہ کے دنوں کو جو نام دئے ہیں۔ وہ تمام ان کے دیوتاؤں کے ناموں پر ہیں۔ سوم وار سوم دیوتا کا دن ہے۔ منگل وار منگل دیوتا . . . . . . اور بدھ وار بدھ دیوتا وِیر وار وِیر دیوتا شکر وار شکر دیوتا سنیچر وار سنیچر دیوتا اور ایت وار ایت دیوتا کے دن ہیں۔

اسی طرح ہندوؤں نے ہر دیوتا کے مزعومہ مزاج کے مطابق دنوں کو بھی وہی خاصیتیں دے دیں اور وہ اتنا رواج پا گئیں کہ ہوتے ہوتے مسلمانوں میں بھی رائج ہو گئیں اور انہوں نے بھی ہندوؤں کی طرح سنیچر۔ منگل اور ایت کو نحس دن سمجھ لیا اور جس طرح ہندو ان سے برے شگون لیتے تھے انہوں نے بھی لینا شروع کر دیا اور ان دنوں میں کسی کام کا آغاز کرنا نحس سمجھنے لگے اور اپنی . . . کو ان کے ساتھ منسوب کرنے لگے۔ اگر کسی کو اتفاق سے مثلاً منگلوار کو کسی کام کا آغاز کرنے سے ناکامی ہو گئی تو اسکے ذہن میں یہ وہم جم گیا کہ منگل واقعی برا دن ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ نہ صرف ہندوؤں کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ شگونوں کے قائل ہیں۔ بلکہ یورپ کے بڑے بڑے فلسفہ دان . . . . . . اور سائنس دان بھی عملاً اس کے قائل ہیں۔ چنانچہ یورپین اقوام ۱۳ کے عدد کو سخت منحوس سمجھتے ہیں۔ یہاں تک سنا گیا ہے کہ بعض ہوٹلوں میں ۱۲ نمبر کمرے کے بعد ۱۳ نمبر کمرہ کوئی نہیں ہوتا بلکہ $12\frac{1}{2}$ کمرہ ہوتا ہے اور اس کے بعد ۱۴ نمبر کمرہ آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپین اقوام بھی ابھی تک ان توہمات میں گرفتار ہیں جس کی وجہ یہی ہے کہ یہ اقوام عیسائیت سے پہلے بت پرست ہوتی تھیں اور بت پرستی کے توہمات صدیوں میں بھی دور نہیں ہو سکے۔ بلکہ ابھی تک اپنا اثر دکھا رہے ہیں۔ چونکہ انسان کی قوتیں محدود ہوتی ہیں اور وہ علم غیب سے محروم ہے۔ اسلئے وہم کی باتوں کو جلد قبول کر لیتا ہے۔ اور بشریت کے تقاضا کی وجہ سے اکثر عقل کو چھوڑ دیتا ہے۔

اس لحاظ سے مغربی اقوام کی ذہنیت بھی ابھی طفولیت کی حدود سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام اقوام اس لحاظ سے ابھی اس خام خیالی پر قابو نہیں پا سکیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے بھی غیر اقوام سے بعض توہمات تو مستعار لے لئے ہیں اور بعض خود گھڑ لئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو الحمد للہ رب العالمین سکھا کر تمام توہمات کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ رب العالمین مان لیا جائے تو ظاہر ہے کہ تمام ادنیٰ طاقتیں ایک مسلمان کی نگاہ میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شرک کی سزا سب جرموں سے زیادہ سخت بتائی ہے۔ شرک کا گناہ ایسا ہے جس کی معافی نہیں ہو سکتی ظاہر ہے کہ جو شخص پوری طرح شرک سے نجات پا لیتا ہے وہ کسی مخلوق کو سعد یا نحس کا منبع نہیں مان سکتا۔ ایک مسلمان وہی ہو سکتا ہے۔ جو سوا خدا تعالیٰ کے کسی طاقت کو اپنا سہارا نہیں بناتا۔ جب ہم قدرتی مناظر۔ چاند۔ سورج یا ستاروں۔ درختوں۔ پہاڑوں۔ دریاؤں اور سمندروں بلکہ پتھر کے ٹکڑوں کو دنوں اور راتوں گھڑیوں اور پلوں کو . . . ربوبیت کی طاقتیں بخشتے ہیں۔ تو ہم گویا شرک جیسے گناہ اکبر کے مرتکب ہوتے ہیں۔

چاہیئے تھا کہ مسلمان اس سے نہ صرف خود بچتے بلکہ اسی ہتھیار سے تمام اقوام کے توہمات کی دھجیاں اڑا دیتے اگرچہ اسلام کے غیر محسوس اثر سے ایسا ہو رہا ہے مگر افسوس ہے کہ خود مسلمان اس شرک کا بری طرح شکار ہو گئے ہیں۔ اور بدشگونیوں کے وہم نے ان کو اس طرح گھیر رکھا ہے کہ ان کی قوت عمل منجمد ہو کر رہ گئی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ فرمودہ ۲۲ر جولائی ۱۹۵۴ء میں جو الفضل مورخہ ۱۸ر ستمبر ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ ذیل میں اس خطبہ کا ایک حصہ یاددہانی کے لئے نقل کیا جاتا ہے:۔

"اب ساری دنیا اقتصادیات میں ترقی کر رہی ہے۔ سیاسیات میں ترقی کر رہی ہے۔ اخلاقیات میں ترقی کر رہی ہے سائنس میں ترقی کر رہی ہے۔ علوم و فنون میں ترقی کر رہی ہے۔ ایجادات میں ترقی کر رہی ہے۔ اور مسلمان بڑے آرام سے سو رہا ہے اور کہتا ہے۔ ہفتہ میں بھی نحوست ہے۔ اتوار میں بھی نحوست ہے۔ پیر میں بھی نحوست ہے منگل میں بھی نحوست ہے۔ بدھ میں بھی نحوست ہے۔ جمعرات میں بھی نحوست ہے۔ جمعہ میں بھی نحوست ہے۔ اگر اسی طرح سب قومیں وہم میں مبتلا ہو جائیں تو دنیا برباد ہو جائے۔ ہمارے نزدیک تو دن صرف خدا تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں خدا تعالیٰ کی صفات ظاہر نہ ہو رہی ہوں۔ اور جب ہر دن میں خدا تعالیٰ کے انوار کا جلوہ ہے۔ تو وہ چیز منحوس کس طرح ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ایسا ہی ہوتا ہے جیسے بجلی کی رَو جاری ہو جاتی ہے۔ اگر بے جان چیزوں میں بھی بجلی کی رَو نظر آنے لگتی ہے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سات دنوں میں خدائی صفات کا ظہور ہو۔ اور ہماری آنکھیں اس ظہور کو نہ دیکھ سکیں۔ جب خدا تعالیٰ کی صفات ہفتہ میں چمکتی ہیں تو ہم ہفتہ کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات اتوار میں چمکتی ہیں تو ہم اتوار کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات پیر میں چمکتی ہیں تو ہم پیر کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات منگل میں چمکتی ہیں تو ہم منگل کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات بدھ میں چمکتی ہیں۔ تو ہم بدھ کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔

رحمتوں کے دھارے

بہنے لگے رحمتوں کے دھارے — چھلکے ہیں چناب کے کنارے

خود ارض و سما بدل رہے ہیں — تھے کہنہ لباس جو اتارے

مٹی کی نمو ہے تازہ تازہ — ذرّوں میں ہیں نور کے لشکارے

سورج کی کرن میں ہے نیا نور — ہے چاند نیا۔ نئے ستارے

پھوٹا ہے دلوں میں آبِ حیواں — فطرت کے تڑق گئے شرارے

ربوہ سے نکل نکل کے پیہم — ق محمود ایدہ اللہ سے پا کے کچھ اشارے

مجنوں کی طرح ہیں دشت گرداں — ہر دیس میں مصطفےٰ کے پیارے

قرآں کی سورتیں لبوں پر — سینوں میں ہیں عشق کے شرارے

تنویر خدا کی ہے اماں میں

جو کشتیٔ نوح پار اتارے

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۹ مئی ۱۹۲۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ؛

خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف کرنے والے لڑکے

فرمایا:۔
آج ان لڑکوں کا انٹرویو لیا گیا ہے۔ جنہوں نے

خدمت دین کے لئے

اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں۔ گو ابھی تک ان کا میٹرک کا نتیجہ نہیں نکلا۔ یہ سترہ لڑکے تھے جو انٹرویو کے لئے آئے۔ مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ دو لڑکوں کے سوا باقی سب لڑکوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوں گے۔ پھر ان ۱۷ لڑکوں میں سے تین چار کے سوا باقی سب نے سائنس لی ہوئی ہے۔ اگر وہ سائنس لے کر فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوں۔ تو اور بھی خوشی کی بات ہے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ ان لڑکوں نے بہت زیادہ محنت کی ہے۔ اور یہ بھی کہ لڑکے ذہین اور ہوشیار ہیں ؛

ذہین نوجوان دین و دنیا میں زیادہ ترقی کر سکتے ہیں

دنیا میں ہمیشہ ذہین اور ہوشیار ہی اعلیٰ کارنامے سرانجام دیا کرتے ہیں۔ اور زندگی کے تمام شعبوں میں ذہانت ان کے لئے نئے نئے رستے کھول دیتی ہے۔ ذہین آدمی اپنی اور اپنی قوم کی مشکلات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اور جوں جوں انسان کی ذہانت ترقی کرتی ہے۔ اسے اپنی ذمہ واریوں کا احساس زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ پھر یہ بات بھی تجربہ میں آئی ہے۔ کہ ذہین لوگ ہی دین میں بھی زیادہ ترقی کرتے ہیں۔

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں آپؑ کا ایک نوکر پیرا ہوتا تھا۔ وہ پالم پور کا رہنے والا تھا۔ اس کے رشتہ دار اسے علاج کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ کیونکہ اسے گنٹھیا کی بیماری تھی۔ اس سے پہلے وہ اسے بعض حکیموں کے پاس لیکر گئے۔ تو وہ بڑی بڑی فیسیں مانگتے تھے۔ اور وہ دے نہ سکتے تھے۔ آخر کسی نے انہیں بتایا کہ اسے مرزا صاحب کے پاس لے جاؤ۔ وہ دوائی بھی دیں گے اور علاج بھی کریں گے۔ چنانچہ اس کے رشتہ دار اسے آپ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا علاج شروع کیا۔ اور وہ اچھا ہوگیا۔ ایک دو سال کے بعد اس کے رشتہ دار اسے لینے کے لئے آئے۔ تو اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب میں بیمار تھا۔ اس وقت تو تم پھینک کر چلے گئے۔ اور اب جبکہ میں کام کاج کے قابل ہوگیا ہوں۔ تم مجھے واپس لے جانا چاہتے ہو۔ جس نے میرا علاج کیا۔ اور جس نے مجھے کھانا کھلایا۔ وہی میرا اصل رشتہ دار ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ اس میں

عقل اتنی کم تھی

کہ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ سرسوں کے تیل اور مٹی کے تیل میں کیا فرق ہوتا ہے۔ وہ بھی تیل ہے۔ اور یہ بھی تیل ہے۔ چنانچہ وہ مٹی کا تیل دال میں ڈال کر کھا لیتا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہا۔ ویسا ہی کورے کا کورا رہا۔ اس کے ذہن کی یہ حالت تھی۔ کہ اسے کوئی بات یاد ہی نہیں رہتی تھی اسے اپنی وفات تک بھی نماز پڑھنی نہیں آئی تھی۔ حالانکہ وہ ۲۵۔۳۰ سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہا۔ وہ باہر سے جو مہمان آتے تھے۔ انہیں صبح و شام کھانا کھلایا کرتا تھا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

کو اسے نماز پڑھوانے کا بہت شوق تھا۔ کیونکہ آپؓ یہ ناپسند فرماتے تھے کہ ایک بے نماز شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر بیٹھے۔ آپ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح وہ نماز پڑھنے لگ جائے۔ تاکہ لوگوں پر بُرا اثر نہ ہو۔ آپ نے ایک دن اسے فرمایا کہ پیرے نماز پڑھا کرو۔ کہنے لگا۔ میں کیا کروں۔ مجھے نماز یاد ہی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا اچھا تم صرف سبحان اللہ سبحان اللہ ہی کہتے رہا کرو۔ ایک دفعہ آپ نے اسے نماز کی عادت ڈالنے کے لئے فرمایا کہ اگر تم پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھ لو۔ تو میں تمہیں دو روپے انعام دوں گا انعام کے شوق میں اس نے عشاء کی نماز سے باجماعت نماز پڑھنی شروع کی۔ اور اگلے دن عشاء کے وقت اسے دو روپے ملنے تھے۔ اس وقت چونکہ مہمان تھوڑے ہوتے تھے۔ ان کے لئے ہمارے گھر ہی کھانا تیار ہوجاتا تھا۔ اور پیرا کھانا لاکر مہمانوں کو کھلا دیتا تھا۔ اگلے دن اس نے پانچ نمازیں پوری کر کے انعام لینا تھا۔ وہ

مغرب کی نماز

جماعت کے ساتھ پڑھ رہا تھا کہ اندر سے خادمہ نے آوازیں دینی شروع کیں۔ کہ پیرا کھانا لے جا۔ چار پانچ دفعہ جو اس نے آواز دی۔ اور پیرا نہ بولا۔ تو آخر خادمہ نے کہا کہ اچھا میں جاکر بی بی جی سے کہتی ہوں۔ اس پر پیرا نماز میں ہی بول پڑا اور کہنے لگا ذرا ٹھہر جا اکو رکعت رہ گئی ہے۔ میں آیا۔ یعنی ذرا ٹھہر جا ایک ہی رکعت رہ گئی ہے ابھی آتا ہوں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے اسے کہا کہ

نماز میں نہیں بولنا چاہیئے

اس طرح نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا۔ اچھا اتنی بات سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ گویا یہ بات اس کے لئے حیرت انگیز تھی۔ کہ بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے ہوئے کہاں سے کہاں نکل گئے۔ اسی طرح ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھتے ہیں۔ کہ ہر شخص اپنے اپنے ذہن کے مطابق روحانیت سے حصہ پاتا تھا۔ اور اپنے ذہن کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فائدہ حاصل کرتا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ جو حدیث کے سب سے بڑے راوی ہیں۔

وصیّت کی اہمیّت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

"تیسرا مسئلہ وصیت کا ہے یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے۔ اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وہ وصیت کے بارے میں سستی دکھاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہیں سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہوجاتے ہیں۔ ان کو آجکل کرتے کرتے موت آجاتی ہے۔ پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جاسکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے۔ اور اس قابل تھے۔ کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے۔ مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہوجاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وصیت کر دیں بلکہ ایسے دوستوں کیلئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں۔ اور صرف دمڑی یا دھیلہ انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں۔ اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہوتے۔"

(الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۳۲ء)

(مرسلہ سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

تفقہ میں کمزور تھے لیکن روایات بیان کرنے میں ان کا حافظہ خوب کام کرتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی روایات بہت کم ہیں لیکن وہ اپنی ذہنی تیزی کی وجہ سے ان سے بہت آگے نکل گئے ۔ پس

ذہنی تیزی ایک بڑی نعمت ہے

جو لڑکے ذہین ہوتے ہیں وہ اس بات کا احساس رکھتے ہیں کہ ان کے والدین کس مشکل کے ساتھ ان کا خرچ برداشت کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے والدین کا روپیہ ضائع نہ ہو۔ اور وہ پورے زور کے ساتھ محنت کرتے ہیں اور اچھے نمبروں پر پاس ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جو لڑکے کند ذہن ہوتے ہیں انہیں کچھ بھی احساس نہیں ہوتا کہ ان کے والدین کس طرح پیٹ پر پتھر باندھ کر اور دوسرے بعض بھائیوں کا حق چھین کر انہیں دے رہے ہیں۔ وہ کھیل کود میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔ سہ ماہی میں فیل ہوتے ہیں تو ششماہی پاس ہونے کا ارادہ کرتے ہیں۔ ششماہی بھی بغیر تیاری کے گذر جاتی ہے تو سالانہ امتحان کے نزدیک آکر بالکل دل چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب کیا کریں ہمیں تو کچھ آتا ہی نہیں۔ والدین ان کے لئے فاقے کاٹتے ہیں اور ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ پڑھائی میں ان کا دل ہی نہیں لگتا۔ ہمارے ملک کے گذارے کتنے قلیل ہیں۔ ان قلیل گذاروں میں سے بھی بچا کر والدین ان کو پڑھائی کے لئے خرچ دیتے ہیں مگر پھر بھی وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔

ہمارے ملک کی مالی حالت

اتنی گری ہوئی ہے کہ میرے خیال میں اور کسی ملک کی مالی حالت ایسی گری ہوئی نہ ہوگی۔ یورپین ملکوں کے مزدور بھی ہمارے ای۔ اے۔ سی سے زیادہ تنخواہ لیتے ہیں۔ لیکن اگر یہاں کوئی ای اے سی ہو جائے تو اس کا قدم زمین پر نہیں پڑتا۔ نتھنے پھلا پھلا کر چلتا ہے اور ہر انسان کو نفرت آلود نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اور اس کا لڑکا تو یہ کہتا ہے کہ شاید میں ہی عنانِ حکومت سنبھالوں گا۔ میرے لئے کسی علم اور تجربہ کی ضرورت نہیں۔ وہ ہر ایک سے الجھنا چاہتا ہے اور ہر ایک کو یہ بتاتا ہے کہ میرا باپ ای۔ اے۔ سی ہے۔

اسی طرح انگریزی گورنمنٹ نے جو خطابوں کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے اس نے بھی بہت سے لوگوں کو ناکارہ بنا دیا ہے۔ بس خان بہادر اور خان صاحبی کے شوق میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ یہ باتیں بتاتی ہیں کہ ابھی ہمارے ملک کے لوگوں میں ذہانت پیدا نہیں ہوئی۔

مجھے اس بات سے خوشی ہوئی

کہ زندگی وقف کرنے والے اچھے ذہین لڑکے ہیں۔ اگر ان کا خیال درست نکلا اور ایسا نہ ہوا کہ مجھے ان کے متعلق یہ سمجھنا پڑے کہ انہوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے تو اس کے نتائج جتنے اعلیٰ ہوں گے ان کا قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔

زیادہ سے زیادہ نوجوان خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں:

فرمایا:۔

میں دوسرے نوجوانوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے اور خدمت اسلام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئیے۔ دنیا میں اعداد و شمار کا مقابلہ ذہانت ہی کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کہ کئی گروہ ایسے ہوتے ہیں جن کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے لیکن بوجہ ہمت اور ذہانت کے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثیر التعداد گروہوں پر غالب آجاتے ہیں۔ اگر ہمارے نوجوان اچھی طرح محنت کریں اور کوشش کر کے اعلیٰ قابلیتیں پیدا کریں تو ہم تھوڑے ہو کر بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ پس ہماری کامیابی ہمارے طالب علموں کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے نوجوان اگر اعلیٰ قابلیتیں پیدا کریں تو دنیا کے اعداد و شمار ہمارے راستے میں روک نہیں بن سکتے۔ کیونکہ جب لوگ یہ دیکھیں گے کہ دنیا کا سب سے بڑا سائنسدان بھی احمدی ہے

دنیا کا سب سے بڑا محقق بھی احمدی ہے

دنیا کا سب سے بڑا مولوی بھی احمدی ہے

دنیا کا سب سے بڑا انجینئر بھی احمدی ہے

دنیا کا سب سے بڑا ڈاکٹر بھی احمدی ہے

دنیا کا سب سے بڑا بیرسٹر بھی احمدی ہے

دنیا کا سب سے بڑا صناع بھی احمدی ہے

تو وہ احمدیت کی طرف توجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ چوٹی کا آدمی بنے۔ فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

اگر ہمارے نوجوان ہر فن میں کمال پیدا کریں تو ترقی کرنا بہت آسان ہو جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں ہمارا مبلغ جہاں بھی تبلیغ کر رہا ہوگا وہاں یہ بات اس کی مدد کر رہی ہوگی کہ یہ اس قوم کا مبلغ ہے جس میں ایسے ایسے اعلیٰ پایہ کے انسان پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی قوم قابلیت اور لیاقت میں بڑھ جاتی ہے تو اس کے ہر فرد کی قیمت و قدر بھی بڑھ جاتی ہے اور اس کی بات توجہ سے سنی جاتی ہے۔ پس ہمارے نوجوانوں کو زندگیاں سدھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنی نگاہوں کو اونچا کرنا چاہیئے اور

یہ عزم کر لینا چاہیئے

کہ میں نے فلاں فن میں چوٹی کا آدمی بننا ہے۔ یا اسی کوشش میں فنا ہو جانا ہے ٭

ناصرات الاحمدیہ راولپنڈی کا پہلا سالانہ اجتماع

ناصرات الاحمدیہ راولپنڈی کا پہلا سالانہ اجتماع ۱۸ ستمبر ۱۹۶۰ء کو مسجد احمدیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ گو یہ پہلا اجتماع تھا۔ لیکن پھر بھی بہت کامیاب رہا۔

مرکزی لجنہ کی دو نمائندہ محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ جنرل سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ اور محترمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ جنرل سیکرٹری اصلاح و ارشاد شامل ہوئیں۔ ان کی ہدایات اور شمولیت سے ہمیں بہت فائدہ پہنچا۔

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے بھی ازراہ کرم اس موقعہ پر نہایت قیمتی پیغام ارسال فرمایا جو جنرل سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نے دو مرتبہ پڑھ کر سنایا۔ پیغام کے لئے لجنہ راولپنڈی محترمہ صدر صاحبہ کی نہایت شکر گذار ہے۔

اجتماع میں تلاوت قرآن مجید۔ نظم از درثمین اور تقاریر کے مقابلے ہوئے۔ حفظ قرآن مجید، احادیث، نماز اور دعاؤں کے علاوہ عام دینی معلومات کا امتحان ہوا۔ بچیوں کی کھیلیں بھی ہوئیں۔ اول۔ دوم اور سوم آنے والی بچیوں کو جنرل سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نے انعامات تقسیم کئے۔ اول آنے والی بچیوں کے لئے مرکز نے بھی انعام ارسال کئے۔

قریبی بیرونی جماعتوں کی ناصرات نے بھی شرکت کی۔ کل شامل ہونے والی لڑکیاں ڈیڑھ صد تھیں۔ ان کے کھانے کا انتظام بھی وہیں تھا۔

صدر صاحبہ لجنہ راولپنڈی۔ جنرل سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ۔ اور جنرل سیکرٹری اصلاح و ارشاد نے اپنی تقاریر میں بچیوں کو ضروری نصائح کیں۔ شام کو پانچ بجے اجتماع بخیر و خوبی ختم ہوا۔

(انور رشا بیدہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ۔ راولپنڈی)

اعانت الفضل

مکرم محمد شریف صاحب ٹیلیفون سپروائزر گوجرہ کی بڑی صاحبزادی نے امسال ایف اے انگلش لٹریچر اور نئی ڈگری کا امتحان حاصل کر کے فورمین کرسچن کالج میں داخلہ لیا ہے۔ اس خوشی میں مکرم محمد شریف صاحب موصوف نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل دیئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کی اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین (مینیجر الفضل)

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم ڈاکٹر میجر سراج الحق خانصاحب کے چھوٹے بیٹے نور الحق خانصاحب جو رائل پاکستان ایئر فورس کو ہوائی جہاز سے تین سال کے عرصہ کے لئے لنڈن گئے ہیں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کے خیریت سے پہنچنے کے لئے دعا کریں۔ (عبد الرحمن خان کوئٹہ)

(۲) میری اہلیہ ام الفضل صاحبہ عرصہ سے بیمار ہے۔ مجھے پیچش اور درد گردہ کی تکلیف ہے۔ درویشان قادیان اور جملہ احباب دعا کریں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے صحت عطا کرے۔ آمین

(شیخ محمد اعظم ٹھیکیدار نوشہرہ ڈاکخانہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ)

قدیم کشمیر میں عیسائی مذہب

(از مکرم قریشی محمد اسد اللہ صاحب کاشمیری)

آج سے قریب پون صدی قبل جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیح کا اعلان کیا تھا اور یہ انکشاف فرمایا تھا کہ مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر سرینگر کشمیر محلہ خانیار میں موجود ہے تو دنیا میں ایک ہیجان اور شور برپا ہوا تھا مگر رفتہ رفتہ وفات مسیح کے اتنے دلائل و شواہد مہیا ہوتے گئے کہ اب علمی دنیا کی ذہنی سطح پر ایک سکوت طاری نظر آرہا ہے۔ اب تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ مسیح ناصری واقعی فوت ہو چکے ہیں۔ البتہ بعض حلقوں کی طرف سے اب بھی یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت مسیح فلسطین سے کشمیر ہجرت کر کے آئے تھے اور یہاں کافی عرصہ تبلیغ کر کے وفات پائی تھی تو یہاں عیسائی مذہب کیوں موجود نہیں ہے؟

سو واضح ہو کہ قدیم کشمیر میں عیسائی مذہب موجود تھا۔ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کشمیر کے چاروں طرف پھیل گئی تھیں۔ جو توحید۔ محبت۔ صداقت۔ تزکیہ قلوب اور نماز و روزہ پر مشتمل تھیں۔ اور یہاں کلیسائیں بھی موجود تھیں اور باقاعدہ اسلام آنے کے زمانہ تک کشمیر میں عیسوی سلسلۂ خلافت بھی موجود تھا۔ اور کشمیری مسیحی تورات و انجیل کے احکام پر عمل کرتے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے تھے۔ اس دعویٰ پر مشرق و مغرب کے قدیم لٹریچر کی شہادتیں موجود ہیں۔ اول ہم مغربی محققین کی شہادتیں درج کرتے ہیں۔

مغربی محققین کی شہادت

مغربی محققین نے تسلیم کیا ہے کہ قدیم کشمیر میں مسیحی بکثرت آباد تھے اور جا بجا کلیسائیں قائم تھیں۔ چنانچہ ایک مشہور عیسائی محقق پادری برکت اللہ ایم اے لکھتے ہیں۔

"حال ہی میں شمالی ہندوستان سے بھی اس قسم کی صلیبیں ملی ہیں یہ صلیبیں کشمیر کی قدیم قبروں میں پہاڑوں کی وادیوں سے دستیاب ہوئی ہیں ان کی بناوٹ۔ ان کے نقش و نگار اور الواح کی عبارت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ صلیبیں نسطوری ہیں اور قبریں نسطوری عیسائیوں کی ہیں یہ امور ثابت کرتے ہیں کہ قدیم صدیوں میں کشمیر میں بھی کلیسائیں جا بجا قائم تھیں اور وہاں نسطوری مسیحی بکثرت آباد تھے"۔

(تاریخ کلیسیائے ہند صفحہ ۵۷)

اس حوالہ میں کشمیر کے جن قدیم نسطوری عیسائیوں کا ذکر ہے وہ موجودہ عیسائیوں کے عقائد سے مختلف عقائد رکھتے تھے وہ نہ تثلیث کے قائل تھے نہ کفارہ کے نہ ابنیت و الوہیت عیسیٰ کے قائل تھے وہ حضرت عیسیٰ کی اصل تعلیمات توحید نماز اور روزہ پر کاربند تھے۔ یہی وجہ ہے کہ روم کے پوپ نے انہیں بدعتی قرار دیا تھا اور انہوں نے بھی رُوم سے قطع تعلق کر لیا تھا اور مشرقی ملکوں میں پھیل گئے تھے۔ جہاں بھی ایسے عیسائی پائے جاتے ہیں موجودہ عیسائی انہیں نسطوری عیسائی قرار دیتے ہیں چنانچہ اے جے ڈوبائے اپنی کتاب "ہندوستان کو سچے دل عیسائی بنانا غیر ممکن ہے" نامی میں ہندوستان کے قدیم عیسائیوں کی بابت لکھتے ہیں:۔

"نسطوری فرقہ کے عیسائیوں کی کتاب دعا سریانی زبان میں اب تک ہندوستان میں موجود ہے"۔ (کتاب مذکور صفحہ ۲۲ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۲۳ء)

ایک اور کتاب "سفرنامہ ہند" مصنفہ بارتھولومیو میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں تھوما حواری کے عیسائی اب تک سریانی زبان میں اپنی مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں خدا کو الوہا کہتے ہیں ہولی گھوسٹ کو روحا صلیبہ کو شلیوا نذر کو قربانا (کتاب مذکور صفحہ ۱۹۴-۱۹۵ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۰۰ء بحوالہ قبر مسیح صفحہ ۱۳۱)

لیڈی ہنریٹا سینڈس میرک اپنی کتاب "ان دی ورلڈس ایٹک" میں علاقہ لیہ (لداخ کشمیر) میں افسانۂ مسیح کی شہرت اور ہمس کی بدھ خانقاہ میں پندرہ سو سال پرانی کتب میں عیسیٰ کے آمد کشمیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:۔

"عجیب بات ہے۔ کہ اس ملک کے بدھ لوگوں کے مذہبی رسوم بالکل وہی ہیں جو رومن کیتھولک چرچ کے مذہبی رسوم ہیں ویسی ہی تسبیح اور گناہوں کی معافی کی تجاویز اور تثلیث اور چراغ اور بتیاں اور بت اور مقدس پانی اور روزے اور مجرد رہنا اور گناہوں کا اقرار اور روٹی اور شراب اور تصاویر اور گھنٹہ اعتبار کہ عورتیں اور ایک مذہبی امام اور اولیا اور پادری اور صلیب کا نشان غرضیکہ ہر ایک بات جو رومن کیتھولک میں پائی جاتی ہے بعینہٖ وہ سب لیہ (لداخ کشمیر) کے مذہب میں پائی جاتی ہے"۔ (کتاب مذکور صفحہ ۲۱۳ بحوالہ قبر مسیح صفحہ ۳۰-۱۹)

انجیل کی شہادت

انجیلوں کی عبارات بھی اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ مسیح نے ایک دور دراز علاقہ کی طرف ہجرت کرنے کا ذکر فرمایا تھا (دیکھو یوحنا باب ۴ آیت ۱۲) اور پھر یوحنا باب ۱۰ آیت ۱۶ میں مسیح نے بطور پیشگوئی یہ بھی فرمایا تھا کہ "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو بھی لانا ضرور ہے۔ اور وہ میری آواز کو سنیں گی پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا"۔

اس دوسرے بھیڑ خانہ سے جس کی طرف آپ نے جانے کا ذکر فرمایا ہے کشمیر مراد ہے جہاں کہ آپ کا جانا اور کشمیریوں کا آپ پر ایمان لانا۔ ثابت ہے اور اس بات کے لئے بھی خود عیسائی محققین کی شہادت موجود ہے کہ جب حضرت مسیح کشمیر میں آئے تو یہاں ان کو واقعی خوش آمدید کہی گئی اور اس طرح آپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ "وہ میری آواز کو سنیں گی"۔ چنانچہ جب روسی سیاح نکولس نوٹووچ نے لداخ سے قدیم انجیلیں برآمد کر کے "مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات" نامی کتاب شائع کی جس میں انہوں نے اُن تعلیمات کا بھی تفصیل سے ذکر کیا جو مسیح نے مشرقی ملکوں میں پیش کیں اور یہ بھی ذکر کیا کہ مشرق میں جہاں جہاں آپ گئے آپ کو خوش آمدید کہی گئی۔ تو اس کتاب سے مغربی دنیا میں ایک شور برپا ہوا۔ تب روسی سیاح کی تحریروں کی تصدیق کے لئے عیسائی خاتون لیڈی میرک لیہ دارالحکومت لداخ پہنچیں اور اس بارے میں تحقیقات کرتی رہیں بعد میں اس لیڈی نے اپنی تحقیقات شائع کی اس کتاب میں یہ عیسائی خاتون لکھتی ہیں۔

"لیہ شہر میں ہمیں مسیح کی کہانی ملتی ہے جو کہ یہاں عیسیٰ کے نام سے مشہور تھا اور ہمیں کے بدھ معبد میں ۱۵۰۰ سال قبل کی نہایت قیمتی دستاویزات رکھی ہیں جو کہ حیات مسیح کے ان ایام سے تعلق رکھتی ہیں جو اس نے یہاں بسر کئے ان میں لکھا ہے کہ اس علاقہ میں مسیح کو خوش آمدید کہی گئی اور اس نے لوگوں کو تعلیم دی"۔ (ان دی ورلڈ ایٹک صفحہ ۲۱۵)

قدیم مشرقی کتب کی شہادت

ہندوؤں کی ایک قدیم مقدس کتاب "بھوشیا پران" ہے جو ان کے ۱۸ پرانوں میں سے ایک ہے اور جو سنہ ۱۱۵ء میں لکھا گیا ہے اور جسے الہامی کتاب سمجھا جاتا ہے اس میں بھی اس بات کی شہادت موجود ہے کہ حضرت مسیح کی شہرت اور عظمت سن کر ہندوستان کا مشہور راجہ شالباہن مقام وُین سرینگر کشمیر میں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اس کتاب میں لکھا ہے "کہ راجہ شالباہن نے ساکا قوم کے ایک راجہ سے ملاقات کی جس نے اپنا نام یوز آصف اور عیسیٰ مسیح بتایا (دیکھو بھوشیا پران صفحہ ۲۸۰ پرب ۳ ادھیائے ۲ شلوک ۲ تا ۳۱ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۹۱۰ء)

اس حوالہ میں حضرت مسیح کو ساکا قوم کا راجہ لکھا ہے۔ قدیم ہندوستانی لٹریچر میں باہر سے آنیوالی قوموں کے لئے ساکا کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے چونکہ کشمیر میں قدیم زمانوں میں ارض شام سے اسرائیلی قبائل آکر آباد ہوئے تھے اس لئے انہیں ساکا قوم کا نام دیا گیا۔ ونسنٹ سمتھ اپنی کتاب "اینشنٹ ہسٹری آف انڈیا" نامی میں لکھتے ہیں۔

"ہندوستانی لٹریچر میں ساکا کی اصطلاح باہر سے آنے والی قوم میں مستعمل تھی"۔

اہل کشمیر کے اسرائیلی الاصل ہونے کے متعلق دیکھئے ہمارا پمفلٹ "اہل کشمیر کی نسلی تاریخ"

مسیحی کلیسائیں

ہندوؤں کے قدیم لٹریچر میں اس بات کا ثبوت بھی موجود ہے کہ حضرت مسیح ناصری نے کشمیر میں کلیسائیں بھی قائم کی تھیں جن میں جمع ہو کر کشمیری مسیحی عبادت کرتے تھے چنانچہ بنگال میں ناتھ جوگی ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے جن کی ایک کتاب کا نام "ناتھ ناموبولی" ہے اس میں لکھا ہے۔

عیسیٰ ناتھ کو اپنے ہموطنوں نے ہاتھوں اور پیروں میں کیل لگا کر سولی پر چڑھا کر مارنے کی کوشش کی اور مردہ سمجھ کر قبر میں رکھا مگر عیسیٰ ناتھ نے آریہ دیس میں فرار اختیار کیا اور کوہ ہمالیہ کے دامن (کشمیر) میں نقاہ (کلیسا) قائم کی اور خانیار سرینگر میں ان کی سمادھی (مزار) ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ بچترا لوپہ سنہ ۱۹۳۶ء بزبان بنگلہ)

اسی طرح کتاب "یوز آصف" جو ابتداً سنسکرت زبان میں شمالی علاقوں (کشمیر۔ تبت۔ چین) کے بدھ لاماؤں کے پاس تھی اور بعد میں دنیا کی اہم زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے"۔ میں لکھا ہے کہ

"آپ نے اپنے شاگرد (بعباد) کو آخری وصیت کی کہ میں نے اچھی طرح تعلیم دی ہے اور اچھی کلیسائیں قائم کر دی ہیں۔ اور ان میں چراغ روشن کر دیئے ہیں اور میں اسلام کی رعیت جو پراگندہ اور منتشر تھی۔ جمع کر دی ہے اور اسی لئے میں مبعوث کیا گیا تھا۔ اب میرا دنیا سے اوپر اٹھائے جانے کا وقت آچکا ہے"۔ کتاب یوز آصف عربی صفحہ ۲۹۵ بحوالہ حیات المسیح و وفاتہ)

عیسوی سلسلۂ خلافت

مشرقی لٹریچر میں اس بات کی شہادت بھی پائی جاتی ہے کہ کشمیر میں اسلام کی آمد کے زمانہ تک عیسوی سلسلۂ خلافت موجود تھا۔ اور لوگ یہاں تورات۔ زبور۔ انجیل اور صحف ابراہیم پڑھتے اور ان پر عمل کرتے تھے چنانچہ شیعہ فرقہ کی مشہور کتاب اصول کافی میں ابوسعید غانم ہندی سے روایت ہے کہ اس نے کہا:۔

"میں ہندوستان کے ایک شہر میں تھا جو اندرون کشمیر کے نام سے مشہور ہے اور میرے اور چالیس ساتھی تھے جو بادشاہ کے دائیں جانب کرسیوں پر بیٹھے تھے اور سب کے سب کتب اربعہ تورات۔ انجیل۔ زبور۔ صحف ابراہیم پڑھے ہوئے تھے۔ اور ہم لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرتے اور انہیں ان کے دین میں فقیہہ بناتے اور انہیں حلال و حرام کے متعلق فتویٰ دیا کرتے تھے"۔ (اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۳۲۴ بحوالہ قبر مسیح صفحہ ۴۴) (باقی)

علاقہ کوئٹہ کی ستر فی صد آبادی ترقی دیہات سے فائدہ لے رہی ہے

دو سال تک باقی تیس فی صد بھی استفادہ کرے گی، ڈپٹی ڈائرکٹر کا بیان

کوئٹہ ۲۲ ستمبر قومی ترقی کی تنظیم کے ڈپٹی ڈائرکٹر لفٹیننٹ کرنل رضا نے بتایا ہے کہ اب تک کوئٹہ پشین کی ستر فیصد آبادی ترقی دیہات کے پروگرام سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ آئندہ دو سال میں باقی تیس فیصد دیہی آبادی بھی اس پروگرام سے فائدہ حاصل کر سکے گی۔

اخباری نمائندوں کو بتایا گیا ہے کہ کوئٹہ اور پشین کے سب ڈویژنوں میں جو ترقیاتی علاقے قائم ہیں ان کے علاوہ آئندہ دو سال میں چمن سب ڈویژن میں بھی ترقیاتی علاقہ قائم کیا جائے گا۔

کوئٹہ اور پشین سب ڈویژنوں میں دو سو گیارہ دیہات ہیں۔ اور ان کا مجموعی رقبہ پانچ ہزار مربع میل ہے۔ ان دونوں سب ڈویژنوں کی آبادی ایک لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ ہے آج کل تیس مرد اور دس خاتون کارکن ان علاقوں میں ترقی دیہات کا کام کر رہے ہیں۔ عام طور پر لوگ ترقی دیہات کے کام میں زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں۔

بنیادی جمہوری اداروں کی سرگرمیوں کے بارے میں ڈپٹی ڈائرکٹر نے بتایا کہ یونین کونسلوں اور کمیٹیوں کے اٹھارہ سیکرٹریوں میں سے دس کو جمہوری ادارے چلانے کی تربیت دی جا چکی ہے۔ باقی آٹھ کو بہت جلد تربیت دی جائے گی ڈپٹی ڈائرکٹر نے اس بات پر خوشی ظاہر کی کہ عوامی نمائندے خانہ شماری اور مردم شماری کے کام میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور متعلقہ عملہ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہر حلقے میں شرح پیدائش اور اموات کا ریکارڈ بھی رکھنا شروع کر دیا ہے۔

کرنل رضا نے بتایا کہ بنیادی جمہوریتوں کے ممبر ٹیکس لگانے کے حق میں نہیں ہیں۔ البتہ وہ امداد باہمی کی بنیاد پر دیہی ترقی کے کاموں کو سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ کوئٹہ پشین میں ۱۵ یونین کونسلیں اور تین ٹاؤن کمیٹیاں ہیں۔

الفضل

میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

(منیجر الفضل)

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

اور جب خدا تعالیٰ کی صفات جمعرات میں چلتی ہیں تو ہم جمعرات کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات جمعہ میں چلتی ہیں۔ تو ہم جمعہ کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔۔

. . . .

۔۔ اور یہی غرض انسان کی پیدائش کی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھے۔ اور اس کا قرب حاصل کرے اور جب خدا انسان کو ہر وقت مل سکتا ہے۔ ہر گھڑی مل سکتا ہے۔ تو کوئی دن منحوس کس طرح ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی پُر حکمت ارشاد فرمایا ہے کہ

لا تسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر
(مسلم کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا)

زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ خدا ہی زمانہ ہے اس کے یہ معنے نہیں کہ ٹائم اور خدا ایک ہی چیز ہے۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی ٹائم ایسا نہیں۔ جس میں خدا اپنی صفات ظاہر نہیں کرتا۔ اور جب وہ ظاہر کرتا ہے تو تمہارا کیا حق ہے کہ تم یہ کہو کہ زمانہ بُرا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے صاف پتہ لگتا ہے کہ کسی دن کو بُرا کہنا درحقیقت خدا تعالیٰ کو بُرا کہنا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں دن بُرا ہے۔ وہ دوسرے الفاظ میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا بُرا ہے۔ کیونکہ وہ دن خدا نے بنایا ہے۔ کسی اور نے نہیں بنایا۔ اگر ایک سیر دودھ میں کچھ چھینٹے پیشاب کے پڑے ہوئے ہوں۔ تو تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب وہ دودھ پینے کے قابل ہے تمہیں بہر حال سارے دودھ کو گندہ کہنا پڑیگا اسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کچھ صفات ایسے دن میں ظاہر ہوئیں۔ جو منحوس تھا وہ دوسرے الفاظ میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات منحوس ہیں اور ایسا کہنا بدترین کفر ہے۔ کوئی دہریہ بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ کام کی رغبت پیدا کرنے اور قوم کی ہمت بڑھانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنا اچھے سے اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کریں اور بجائے یہ کہنے کے کہ زمانہ بُرا ہے ان کو اس امر کی طرف توجہ دلائیں کہ زمانہ ترقی کی طرف دوڑتا چلا جا رہا ہے تم بھی آگے بڑھو اور اسی دوڑ میں شامل ہو کر دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔"

گوجرانوالہ میں کھانے پینے کی اشیاء سے پابندی اٹھالی گئی

ہیضے کی صورتِ حال سُدھر جانے پر ضلعی حکام کے اقدامات

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) دو ماہ بعد ہیضہ کے خلاف انسدادی مہم کے تحت مٹھائیوں دہی۔ کھویا۔ شربت۔ برف۔ انگور اور دیگر پھلوں پر عائد کردہ پابندیاں اٹھالی گئی ہیں اور ان اشیاء کی دکانوں پر پھر سے چہل پہل اور رونق نظر آنے لگی۔ ڈپٹی کمشنر نے ہیضہ پھوٹنے پر ۲۰ جولائی کو مذکورہ بالا اشیاء خوردنی کے تیار کرنے۔ نمائش کرنے اور فروخت کرنے پر پابندی لگا کر ان کا استعمال ممنوع قرار دے دیا تھا۔

ضلعی محکمہ صحت کے مصدقہ اعداد و شمار کے مطابق اس عرصہ میں ضلع میں کل ۷۰۳ اشخاص پر ہیضہ کا حملہ ہوا جن میں سے صرف ۲۰۸ بدقسمت افراد جانبر نہ ہو سکے۔ ان میں شہر گوجرانوالہ کے ۵۱۲ مریض بھی شامل ہیں جن میں سے ۵۲ مریضوں کے لئے یہ وبائی بیماری مہلک ثابت ہوئی۔ ہیضے کے خلاف انسدادی مہم کے دوران ۱۵۸۹۳۰۶ افراد کو ہیضے کے ٹیکے لگائے گئے جن میں ۲۲ ۲۶۷۵ مریض شہر گوجرانوالہ کے شامل ہیں۔

صوبائی حکومت نے اس وبائی بیماری پر قابو پانے کے لئے بیرونی اضلاع سے ۱۸ ڈاکٹر ۱۱ لیڈی ہیلتھ وزیٹر ۶ سٹاف نرسز ۲۴ ڈسپنسر اور ایک سپروائزر یہاں مقرر کئے۔ ان کے علاوہ بی سی جی کے ٹیکے لگانے والے ۵۳ انسپکٹر۔ ایک انٹومالوجیٹ اور تین سینٹری پٹرول پارٹیاں بھی متعین کی گئیں۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو
بڑھاتی ہے اور تزکیہ
نفوس کرتی ہے۔

لاہور کے شہریوں کی جانب سے استقبالیہ تقریب میں پنڈت نہرو کی تقریر

(بقیہ صفحہ اوّل)

اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی ترقی کی بناء پر دنیا دوزخ بھی بن سکتی ہے اور جنت بھی بن سکتی ہے۔ اس ترقی کے پیش نظر دنیا کے گھریلو مسائل روز بروز چھوٹے ہوتے جا رہے ہیں۔

آپ نے کہا پاکستان اور ہندوستان کے مسائل ایک ہی جیسے ہیں۔ ہم نے اپنے دونوں ملکوں کو دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں کھڑا کرنا ہے۔ ہم سائنسی اور ٹیکنیکل علوم سے پوری طرح بہرہ ور نہ ہونے کے باعث بہت پیچھے رہ گئے ہیں اب آئندہ ہمیں ان علوم سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو خوشحال بنانا ہے۔ اگر ہم کوشش کریں تو خوشحال بن سکتے ہیں۔ ماضی میں پسماندگی کے گڑھوں میں پڑے رہے ہیں۔ تاہم اب ان گڑھوں سے نکل رہے ہیں کوشش کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے اس مقصد میں کہا ضرور کامیاب ہوں گے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان اور ہندوستان زرعی صنعتی اور تجارتی میدان میں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے امن اور لڑائی کے درمیان کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم دونوں کی کوشش یہی ہوگی کہ امن کے راستہ پر چلیں مجھے یقین ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے لوگ اپنے اثر سے ساری دنیا کو امن کی راہ پر ڈال سکتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ دونوں ملک مل کر چلیں۔ آپ نے کہا کہ اس مقصد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ دونوں ملکوں کا سیاسی نظام ایک ہی جیسا ہو۔ کیونکہ اگر مختلف ملکوں کے تعلقات کی بنیاد سیاسی نظام کو پیش نظر رکھ کر قائم کی جائے تو دنیا میں حل مشکل ہو جائے گا اس لئے ہمیں سیاسی نظام کے اختلافات کے باوجود جہاں تک ممکن ہو مل کر چلنا چاہئے۔ اس طرح نہ صرف ہم اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں بلکہ دنیا کو امن کی کوشش میں بھی بہت مدد دے سکتے ہیں۔

جواہر لال نہرو نے کہا کہ میرے دل میں ہمیشہ یہ بات رہی ہے کہ ہم دونوں ہمسایہ ملک دوستی کے جذبات کو پھر تازہ کر کے اور آپس میں مل کر دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کا سامنا کریں۔ ہمارے دونوں ملکوں کے ایک ہی قسم کے داخلی مسائل صرف اسی صورت میں حل ہو سکتے ہیں۔ آپ نے کہا جب یہ دونوں ملک آزاد ہوئے تھے تو ہمارے ہاں غربت پھیلی ہوئی تھی اور دنیا کے دوسرے ممالک ترقی کی راہ پر تیزی سے گامزن تھے۔ بلاشبہ ہم نے گزشتہ بارہ سال میں ترقی کی ہے لیکن یہ کافی نہیں ضرورت ہے کہ ہم جدید علوم سے فائدہ اٹھا کر اپنے لوگوں کی حالت کو بہتر کریں اور بین الاقوامی میراث میں ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ ایک حصہ دار کی حیثیت سے شریک ہوں۔ ہمارے لئے ترقی کا یہ مسئلہ بہت پیچیدہ اور عظیم ہے۔ یہ راستہ فی الحقیقت مشکل ہے۔ یہ جادو سے نہیں طے ہوگا بلکہ اس مقصد کے لئے بہت محنت اور مشقت کرنا پڑے گی۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ میں ہندوستان کے عوام کی طرف سے پاکستان کے عوام کے لئے پیغام محبت لے کر آیا ہوں اور یہاں کراچی۔ راولپنڈی مری اور لاہور میں سب جگہ مجھے پاکستانی عوام کی آنکھوں اور چہروں پر محبت کی نشانی دکھائی دی ہے۔ آپ نے کہا کہ بلاشبہ پاکستان اور ہندوستان کی آزادی کے موقع پر بہت پیچیدہ سوالات پیدا ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے ہم دونوں کو بہت پریشانی ہوئی اور جو زخم لگے تھے وہ بہت دیر تک مندمل نہ ہوئے۔ پھر بھی ہم میں سے کوئی بھی یہ بات نہیں بھولا کہ ہم کو ایک ہی راستہ پر چلنا ہے اور مل کر ترقی کرنا ہے۔ ہمارا رشتہ قریب کا تھا اس لئے ہم میں جب کشمکش ہوئی تو رنجش بھی زیادہ ہوئی مگر رشتہ نہیں ٹوٹا۔ ہمارے سینکڑوں بلکہ ہزاروں برسوں کے تعلقات اس طرح نہیں ٹوٹ سکتے اب جبکہ ساری دنیا نئے راستوں کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ تو ہمارے اوپر بھی یہ لازم ہو جاتا ہے کہ ہم اس دیرینہ رشتہ کو اور مضبوط کریں۔

پنڈت نہرو نے اپنی تقریر کی ابتدا میں تاریخی شہر لاہور سے وابستہ اپنی پرانی یادوں کا ذکر کیا۔ آپ نے کہا کہ میں بہت برسوں کے بعد یہاں آیا ہوں تو میرے دل میں عجیب پرانی یادیں تازہ ہوئیں۔ مجھے یہاں پرانے دوستوں کی شکلیں نظر آتی ہیں اور اس طرح پرانا زمانہ یاد آیا ہے۔ لاہور پاکستان کا نہایت پرانا اور تاریخی شہر ہے یہ شہر صرف آپ کے لئے ہی تاریخی نہیں ہم بھی اس کی تاریخ میں شریک ہیں۔ تھوڑا سا اس شہر سے میرا ذاتی رشتہ بھی ہے۔ میری والدہ لاہور میں پیدا ہوئی تھیں اور میں بچہ تھا تو اکثر یہاں آیا کرتا تھا۔ اور پھر جوانی کے زمانے میں بھی یہاں بہت آنا پڑا۔ اکتالیس برس ہوئے یہاں پنجاب میں بہت حادثے ہوئے تھے جن کی بناء پر ہندوستان بھر میں تحریک آزادی شروع ہوئی تھی۔ مجھے یہاں آ کر پنجاب کے وہ حادثے یاد آتے ہیں۔ تیس برس ہوئے ہم نے راوی کے کنارے ساری دنیا کو آزادی کا پیغام دیا تھا اس وقت ہمیں آزادی تو نہیں ملی تھی لیکن ہمارے دل آزاد ہو گئے تھے۔ یہ سب باتیں مجھے بہت یاد آتی ہیں۔ ہم سب نے مل کر کس طرح آزادی کے لئے کوشش کی تھی! اور تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں مگر جب آزاد ہوئے تو بدقسمتی سے ایسے حادثے ہوئے جو ہم سب کے لئے شرمناک تھے۔ تاہم اب وہ سارے حادثے تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں۔ وہ زمانہ پلٹ نہیں سکتا۔ یہ دونوں ملک ہماری اپنی رضامندی سے بنے تھے اس موقع پر جو بڑے بڑے گھاؤ لگے اسکی وجہ سے بہت باہمی رنجش ہوئی۔ جب ایسے زخم لگتے ہیں تو ان کے مندمل ہونے میں وقت لگتا ہے کیونکہ دل کی چوٹ بڑی مشکل سے اچھی ہوتی ہے تاہم ہماری پرانی تاریخ کا رشتہ قائم ہے ہم پرانی یادوں کو مٹا نہیں سکتے یہی وجہ ہے کہ اب ہمیں یہ احساس ہوا ہے کہ آئندہ ہمیں پرانی یادوں کو برقرار رکھتے ہوئے نئے زمانے کے ساتھ چلنا ہے۔ میرے دل میں ہمیشہ یہ بات رہی ہے۔ کہ پاکستان اور ہندوستان اپنی دیرینہ دوستی کو پھر تازہ کریں اور مل کر ترقی یافتہ ممالک کا سامنا کریں۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ میرے پاکستان میں پانچ روزہ قیام کے دوران میں آپ کے صدر مملکت اور پاکستانی عوام نے جس محبت۔ دوستی اور مہمان نوازی کا مظاہرہ کیا ہے میں اسکی بناء پر بہت ممنون ہوں مجھے یہ سب باتیں بہت دیر تک یاد رہیں گی مجھے حکومت پاکستان کے دوسرے ارکان نے جس محبت کا اظہار کیا ہے مجھ پر اس کا بھی بہت اثر ہوا ہے اور آج شالامار باغ میں شہریوں کی طرف سے جو سپاسنامہ پیش کیا گیا ہے اور مجھے شالامار باغ کا [illegible] کا جو نمونہ پیش کیا گیا ہے میں اسکے لئے بھی بہت ممنون ہوں۔ میرے لئے یہاں آ کر اپنی زندگی کی بہت سی پرانی یادیں تازہ ہوئی ہیں میں اس دورۂ پاکستان کو بھول نہیں سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے معزز و محترم صدر مملکت عنقریب ہندوستان آئیں گے تو ہم دونوں کو یہ موقع ملے گا کہ ہم دوستی کے جذبات کو پھر تازہ کریں۔

ولادت

مکرم مولوی محمد اکبر افضل صاحب مربی کوہاٹ کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ ۲۲/۹/۶۰ کو پہلی لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ نومولودہ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور کی نواسی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو لمبی باصحت زندگی دے۔ اور خادمہ دین بنائے۔ آمین

(۲)

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ اگست کو لڑکا عطا فرمایا ہے احباب جماعت دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔ اور خادم دین بنائے۔

سلطان احمد امرتسری
چک ۲۷۶ R.B گوگھووال
ضلع لائل پور

الجمعیۃ العلمیہ جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام ایک معلوماتی لیکچر

ربوہ ۲۵ ستمبر بروز اتوار الجمعیۃ العلمیہ جامعہ احمدیہ کے زیر انتظام مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب "عرب میں مسلمانوں کی اخلاقی سیاسی اور دینی حالت" کے موضوع پر جامعہ کے ہال میں بارہ بج کر بیس منٹ پر تقریر فرمائیں گے احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر مستفید ہوں۔

(محمد شفیق قیصر الامین الجمعیۃ العلمیہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴